5

صحیح طریق سے کوشش کرنے پر کامیابی حاصل ہوتی ہے

(فرمودہ یکم فروری ۱۹۱۸ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

" وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (النور: ۲۳)

اور فرمایا:۔ میں آج بوجہ بیماری اور علالت کے کچھ زیادہ نہیں بیان کر سکوں گا۔ مگر مختصر الفاظ میں ایک نہایت اہم اور ضروری امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

دنیا میں اکثر ناکامیاں اور بہت سی نامرادیاں اس وجہ سے نہیں ہوتیں کہ لوگ اپنے مقصد اور مدعا کے حاصل کرنے کی کوشش اور سعی نہیں کرتے۔ بلکہ اس لیے ہوتی ہیں کہ اکثر لوگ ان طریقوں اور سامانوں سے واقف نہیں ہوتے جن کے ذریعہ اس کام میں کہ جس کے پیچھے وہ لگتے ہیں کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔ پس چونکہ وہ ان قواعد سے واقف نہیں ہوتے جن کے نتیجہ میں کامیابی ہوتی ہے اور ان سامانوں سے آگاہ نہیں ہوتے جن کے مہیا کرنے کے بعد مراد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ اس لیے انکی کوشش اور سعی بے سود رہتی ہے کیونکہ جب تک انسان ان ذرائع کو استعمال نہ کرے جو کامیابی کے لیے مقرر ہیں۔ اس وقت تک وہ خواہ کتنی ہی کوشش کرے۔ مراد حاصل نہیں کر سکتا۔

مثلاً ایک شخص پیاسا ہے اور اُسے پانی کی ضرورت ہے۔ اب یہ نہیں ہوگا کہ ایک خاص حد تک کوشش کرنے سے اسے پانی مل جاتے گا۔ گو پانی اس کے پاس ہی موجود ہو اور اس تک اس کا ہاتھ بھی پہنچ سکتا ہو، لیکن اگر وہ اس طریق سے پانی کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے گا۔ جس سے وہ حاصل ہوسکتا ہے تو خواہ اس کوشش سے ہزار درجہ بھی زیادہ محنت اور مشقت اپنے اوپر ڈال لے پانی حاصل

نہیں کر سکے گا۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ہی پانی کا بھرا ہوا گھڑا موجود ہو۔ اس کے لیے پانی حاصل کرنے کا صحیح طریق تو یہ ہے کہ گھڑے کے پاس جا کر اسے اُلٹاتے۔ اور خواہ برتن میں خواہ چُلّو میں پانی لے۔ لیکن اگر وہ اس گھڑے کے پاس نہیں جاتا اور اس سے ایک گز دُور بیٹھ کر ہاتھ جوڑتا اور بڑی عاجزی اور فروتنی سے کہتا ہے۔ اے پانی میرے مُنہ میں آجا۔ اور اس کے لیے روتا چلّاتا اور بڑی آہ وزاری کرتا ہے اور وہ بھی ایک دن نہیں، دو دن نہیں بلکہ متواتر کئی دن۔ اس طرح اُسے اس شخص کی نسبت جس نے گھڑا اُلٹا کر پانی لے لیا ہو۔ تکلیف تو بہت اُٹھانی پڑے گی، لیکن کیا اس کو پانی حاصل ہو جاتے گا۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس نے پانی حاصل کرنے کے لیے وہ طریق اختیار کیا ہے۔ جو غلط ہے اور اس کے زیادہ تکلیف اور مشقت اُٹھانے اور زیادہ وقت خرچ کرنے سے پانی نہیں مل جاتے گا۔ پانی اس کو ملے گا جس نے گھڑے کو اُلٹا کر اس سے پانی نکالا ہو گا۔ اس کی پیاس بُجھ جائیگی، مگر اس کی اور زیادہ ہو گی۔ کیونکہ ہر ایک وہ کام جس سے انسان کے جسم سے رطوبت خارج ہوتی ہے۔ پیاس بڑھانیوالا ہوتا ہے اور چونکہ رونے سے بھی رطوبت خارج ہوتی ہے اسلیئے پیاس بڑھتی ہے۔ تو کامیابی ایک حد تک مصیبت اور مشکل اُٹھانے کا نام نہیں۔ بلکہ ان ذرائع کے استعمال کرنیکا نتیجہ ہوتی ہے جو خدا نے کسی کام کیلئے مقرر کئے ہوتے ہیں۔ انکو چھوڑ کر خواہ کتنی محنت اور مشقت اپنے اوپر رکھ لے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مذاہب یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک ہی مذہب ایسا ہو سکتا ہے جس پر چل کر اصل مقصد اور مدعا حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی لیے ہر ایک مذہب والے کہتے ہیں کہ ہمارا ہی مذہب سچا ہے اور باقی سب جھوٹے ہیں۔ گو بعض مذہب والوں نے اس کو وسیع کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اور مذاہب کے ذریعہ بھی خدا تک انسان پہنچ سکتا ہے، لیکن جب ان سے گفتگو کی جاتے تو وہ بھی یہی ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ دراصل ایک ہی مذہب ایسا ہو سکتا ہے، جس پر چل کر انسان کو کامیابی نصیب ہو سکتی ہے وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک مذہب والا جو اپنے مذہب کے احکام کے مطابق کام کر رہا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اسے نجات نہ ملے۔ ان کے اس خیال کا اگر ازالہ ہو سکتا ہے۔ تو اسی بات سے کہ کسی کام میں کامیابی محض محنت اور مشقت برداشت کرنے سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے لیے صحیح اور درست طریق کو اختیار کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ دیکھو ایک شخص مدرسہ میں جاتا ہے اور علم حاصل کر لیتا ہے اور ایک دوسرا شخص جنگل میں جاکر لکڑیاں کاٹتا ہے تو کیا وہ اس وجہ سے کہ مدرسہ جانے والے سے زیادہ محنت اور تکلیف برداشت کرتا ہے علم حاصل کر لے گا۔ نہیں بلکہ علم وہی حاصل کرے گا جو اس طریق پر عمل کریگا۔ جو علم کے حاصل کرنے

کیلئے مقرر ہے۔ تو اس طرح ہر ایک مذہب والے کو یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ تمام مذاہب میں سے ایک ہی مذہب سچا ہو سکتا ہے۔ سارے کے سارے نہیں۔ کیونکہ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ مختلف طریق پر محنت مشقت کرنے والوں کو ایک ہی نتیجہ حاصل ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو قانونِ قدرت میں بھی اس کی کوئی مثال پائی جاتی۔ کہ ایک شخص جو لکڑیاں کاٹتا رہتا ہے۔ وہ صرف علم کی خواہش رکھنے کی وجہ سے عالم بن جاتا ہے۔ لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کا قانون یہ نہیں ہے کہ ہر محنت و مشقت ایک ہی نتیجہ پیدا کرے اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کسی مقصد اور مدعا میں اسی وقت کامیابی ہو سکتی ہے۔ جبکہ صحیح اور درست طریق پر عمل کیا جاتے۔

پس ہر ایک کام جس میں کامیابی حاصل کرنی ہو۔ اس کے لیے یہی ضروری نہیں کہ اس کے لیے محنت کریں۔ راتوں کو جاگیں۔ جسموں کو تھکا دیں۔ ارادوں کو قربان کر دیں۔ مالوں کو خرچ کر دیں۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان صحیح ذرائع کو استعمال کریں۔ جو خدا نے اس کے لیے مقرر کیے ہیں۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب سے دُنیا کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے مذہب بدلے اور بدلتے چلے آرہے ہیں۔ اور اسلام سب سے آخری مذہب ہے۔ مگر جس طرح کسی وقت یہ نہیں بدلا کہ خدا ایک ہے۔ اسی طرح شروع سے یہ بات چلی آئی ہے اور کبھی نہیں بدلی کہ کسی کام میں انہیں ذرائع سے کامیابی ہو سکتی ہے جو اس کے لیے خدا نے مقرر کیے ہوں۔ ان کے علاوہ کبھی نہیں۔ خواہ کتنی ہی محنت و مشقت کیوں نہ برداشت کر لی جاتے۔ صحیح ذرائع سے تھوڑی سی محنت کر کے کامیاب ہو سکتا۔ مگر غلط طریق سے اس سے ہزار گنا محنت کر کے بھی کچھ نہیں حاصل کر سکتا۔ مثلاً علم حاصل کرنے کے جو طریق ہیں۔ ان پر عمل کرے تو علم حاصل کرے گا، لیکن اس کی بجائے اگر وہ اپنے تمام عزیزوں اور رشتہ داروں کو قتل کر دے۔ چھت سے اُلٹا لٹکا رہے۔ بھوکا پیاسا بیٹھا رہے۔ اور پھر کہے اللہ منصف نہیں کیونکہ فلاں تو صرف مدرسے جاتا اور کتابیں پڑھتا رہتا ہے۔ اسے علم دیدیا ہے اور میں جس نے اتنی قربانیاں کیں۔ اتنی تکلیفیں اُٹھائیں۔ مجھے تو ایک لفظ بھی حاصل نہیں ہوا کیا اس کی یہ بات درست ہو گی۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ظالم نہیں، لیکن چونکہ اس نے ان ذرائع پر عمل نہیں کیا جو خدا نے اس کام کے لیے مقرر کیے ہیں۔ اس لیے کامیاب نہیں ہو سکا۔

بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو صحیح طریق پر تو عمل نہیں کرتے۔ ہاں بڑی محنت اور مشقت کو کامیابی کا ذریعہ سمجھ لیتے ہیں اور اس طرح باوجود بہت زیادہ محنت اور مشقت برداشت کرنے کے ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔

اس وقت میرا اس لمبی تمہید کے بیان کرنے سے ایک خاص منشاء ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس وہ اسلام ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم لاتے۔ اور ہم خواہش رکھتے ہیں کہ اس ایمان کو حاصل کریں۔ جو حقیقی ایمان ہے۔ یہ ہم میں سے ہر ایک کی خواہش ہے اور ہر ایک اس کے لیے مقدور بھر محنت اور کوشش بھی کرتا ہے۔ مگر میں نے بتایا ہے کہ کوئی کام صرف محنت اور کوشش سے نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اس کا نتیجہ حسب منشاء اُسی وقت نکل سکتا ہے جبکہ اس کے لیے صحیح ذرائع سے محنت کی جاتے۔ اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو محنت و مشقت خواہ کتنی برداشت کر لی جاتے۔ کچھ فائدہ اور نفع نہیں ہو سکتا۔ پس آپ لوگوں کا جہاں یہ خیال ہے کہ اسلام اور ایمان کے لیے خواہ کوئی قُربانی کرنی پڑے اس سے دریغ نہیں ہے۔ اور خدا کے لیے ہر ایک محبوب اور مرغوب چیز کو چھوڑنے کے لیے تیار ہو۔ وہاں اس چھوڑنے کا عمل ان ذرائع سے ہونا چاہیئے جو خدا نے مقرر کئے ہیں۔ بہت لوگوں کو دیکھا گیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ خدا سے انہیں ایسا مضبوط تعلق ہو جاتے کہ جسے کوئی چیز نہ کاٹ سکے۔ اور انکے جسم کے ذرّے ذرّے میں خدا کی محبت اور اُلفت بھری ہوئی ہو، لیکن باوجود اس خواہش کے کہ بہت ہیں جو بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں مگر وہ مدعا حاصل نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کی کوشش اور سعی اس طریق پر نہیں ہو رہی کہ کامیابی حاصل ہو سکے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ظالم نہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک انسان کو اس سے تعلق پیدا کرنے کی سچی خواہش بھی ہو اور وہ صحیح ذرائع سے اس کے لیے کوشش بھی کرتا ہو مگر کامیاب نہ ہو۔ بعض باتوں میں ایسا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کام کے لیے خدا نے سب کو پیدا نہیں کیا ہوتا۔ مثلاً ایک شخص پہلوان ہے۔ اُس کا جسم خوب مضبوط اور طاقتور ہے۔ اور ایک اور ہے جس کے جسم کی بناوٹ کمزور ہے۔ اب یہ خواہ کتنی ورزشیں کرے۔ خوراکیں کھاتے جسم کے فربہ ہونے کے قواعد کی پابندی کرے۔ اس سے کچھ تو اس کا جسم مضبوط ہو جاتے گا۔ مگر یہ نہیں ہو گا کہ پہلوان ہو جاتے۔ کیونکہ سب انسان پہلوان بننے کے لیے نہیں پیدا کئے گئے۔ ہاں سب انسان ایماندار بننے کے لیے پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کو ایماندار بننے کی خواہش بھی ہو۔ اور وہ اس کے لیے کوشش بھی کرتا ہو اور وہ کوشش صحیح طور پر بھی ہو۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اگر ایسا ہو تو پھر خدا ظالم ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ انسانوں میں عرفان حاصل کرنے کا مادہ ہی نہیں ہے، لیکن ایمان کے متعلق یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ تمام انسان خواہ وہ کہیں کے رہنے والے ہوں۔ کوئی زبان بولنے والے ہوں۔ کسی مذہب کے پابند ہوں۔ ان میں ایمان

اور ایقان حاصل کرنے کی قوت رکھی گئی ہے۔کیونکہ اسی لیے خُدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔پس اگر خواہش اور کوشش کے باوجود نتیجہ نہیں نکلتا، تو یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ اس کے لیے وہ ذرائع استعمال نہیں کئے گئے جو صحیح ہیں اور جن کا یہ حال ہو ان کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کی کوششیں ضائع اور محنتیں اکارت گیئں کیونکہ انہوں نے ان طریق پر عمل نہیں کیا۔جو خدا نے مقرر کئے ہیں۔

ایمان اور ایقان کے حاصل کرنے کے طریق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً علم پڑھنے میں ظاہری سامان تو یہ ہیں۔کہ انسان مدرسہ جاتا رہے۔کتابیں اس کے پاس ہوں۔یہ تو اس کے اختیار میں ہے لیکن یہ اختیار میں نہیں کہ ہر ایک وہ بات جو اُسے بتائی جاتے۔ وہ اس کی سمجھ میں بھی آجاتے۔یہ مدرسہ جانے کا نتیجہ تو ہے، لیکن اس کے اختیار کی بات نہیں ہے۔اسی طرح حصولِ ایمان کے لیے دو قسم کی باتیں ہیں۔ایک وہ جن پر انسان کو اختیار ہے اور جن کے لیے وہ اپنے نفس کو مجبور کرسکتا ہے اور دوسری وہ جن پر اسے کوئی اختیار نہیں اور نہ ہی نفس کو ان کے لیے مجبور کرسکتا ہے۔ ہاں وہ پہلی قسم کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔تو گویا یوں کہنا چاہیئے کہ حصول ایمان کے لیے وہ ذرائع ہیں۔جن میں سے ایک کے لیے تو انسان بلاواسطہ مجبور ہے۔اور دوسرے کے لیے بالواسطہ۔پس ایمان کے لیے عرفان کی ضرورت ہے۔مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص بلاواسطہ نفس پر زور دیکر پیدا کرلے۔ بلکہ یہ ان ظاہری اسباب پر عمل کرنے کا نتیجہ ہوگا جو انسان کے اختیار میں ہیں۔یعنی وہ کام جن کے کرنے کا اُسے حکم دیا گیا ہے۔ان کو عمل میں لائے۔اور جن سے روکا گیا ہے۔ان سے باز رہے۔اگر وہ ایسا کرے گا تو اس صورت میں لازمی نتیجہ عرفان پیدا ہوگا اور اگر ایسا نہیں کریگا۔تو اس کے بغیر ایمان نصیب نہیں ہوسکے گا۔تو عرفان پیدا کرنے کا انسان کو حکم ہے۔مگر اس کے لیے وہ اپنے نفس کو مجبور نہیں کرسکتا۔ ہاں جن اسباب سے وہ پیدا ہوتا ہے۔ان کے لیے مجبور کرسکتا ہے۔

کئی لوگ ان اسباب کو کام میں لائے بغیر عرفان حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو ناکام رہتے ہیں۔بعض صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں خدا سے محبت ہے۔اس لیے عرفان حاصل ہوجانا چاہیئے حالانکہ محض محبت کا اقرار کرنے سے عرفان حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ محبت کے ظہور کی بھی ضرورت ہے۔تو بعض لوگ اس لیے کامیاب نہیں ہوتے کہ غلط طریق اختیار کرتے ہیں اور صحیح کو چھوڑ دیتے ہیں اور بعض اس لیے کہ تمام طریقوں پر عمل نہیں کرتے۔بعض پر کرتے ہیں۔اس لیے ان کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ان کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔جیسے ایک شخص مکان تعمیر کرنے کے لیے دو دیواروں کو تو

پچاس پچاس فٹ بلند کر دے اور باقی دو کو بالکل چھوڑ دے۔ اس کا مکان کبھی مکمل نہیں ہو سکے گا۔ ہاں وہ شخص جو چاروں دیواروں کو دس دس فٹ بلند کر لیتا ہے۔ اس کا مکمل ہو جائے گا۔ تو بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور صحیح ذرائع ہوتے ہیں مگر چونکہ سارے نہیں ہوتے۔ اس لیے جس طرح بعض دیواروں کے بلند کر لینے سے مکان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ سارے ذرائع پر عمل کیا جائے۔ یہ نہیں کہ دن رات نمازیں ہی پڑھتا رہے۔ مگر روزے چھوڑ دے۔ یا سارا سال روزے رکھا کرے۔ مگر نمازیں ترک کر دے۔ بے شک یہ ذرائع ہیں اور درست ذرائع ہیں۔ مگر ایک کو چھوڑ کر دوسرے پر زیادہ زور دینے سے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس ایمان کو جو دیواریں مکمل کرتی ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی پورا نہیں کیا جاتا تو کامیابی نہیں ہو سکتی۔

میں نے جو آیت اس وقت پڑھی تھی۔ اس سے ایمان کو قائم کرنیوالی ایک دیوار بتانا چاہتا تھا مگر وقت نہیں رہا۔ اس لیے پھر جب اللہ تعالیٰ توفیق دیگا بیان کروں گا۔"

(الفضل ۱۶ فروری ۱۹۱۸ء)